بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام قبول کرنے کے بعد والی زندگی کے ڈر سے اسلام قبول نہ کرنا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

ایک غیر مسلم کا کہنا ہے کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد طرز زندگی میں بہت بڑی تبدیلی ہو جائے گی؟

جواب

صرف تبدیلی کا ڈر کوئی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ کسی بھی بڑی تبدیلی سے شروع میں گھبراتا ہے اور اس تبدیلی سے پہلے ایک قسم کا خوف محسوس کرتا ہے کہ وہ تبدیلی اس کے حق میں کس طرح کی ثابت ہوگی اور کیا وہ اسے قبول کر پائے گا یا نہیں؟ کیونکہ جن چیزوں سے وہ ایک عرصے سے وابستہ ہوتا ہے وہ انہی سے مانوس ہوتا ہے اور نئی چیزیں اس کیلئے غیر مانوس ہوتی ہیں لیکن انسان کی عظمت یہ ہے کہ وہ اپنی محسوسات سے زیادہ اپنی عقل اور مستقبل کے عظیم فوائد کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔

کسی بھی تبدیلی سے بے آرامی محسوس کرنا ایک عام سی بات ہے جیسے عموما ایک نوکری سے دوسری نوکری، یا ایک کاروبار سے دوسرے کاروبار میں قدم رکھتے وقت انسان کو بہت سی بڑی تبدیلیوں کے واقع ہونے کا خوف ہوتا ہے۔ ایسے ہی مال و دولت کمانے کیلئے اپنا ملک چھوڑ کر پردیس جاتے وقت انسان اپنے رہن سہن، کھانے پینے وغیرہ کئی معمولاتِ زندگی میں تبدیلی سے ڈر رہا ہوتا ہے۔ لہذا تبدیلی سے خوفزدہ ہونا تو ایک فطری بات ہے، اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ زندگی میں تبدیلیوں کا آنا بہت ضروری ہے۔ ہر انسان زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔

ایک طالب علم اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسکول کالج کی موج مستی اور عیش و خوشی کے زمانے کو ختم کر کے عملی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔جس میں نوکری کی صورت روزانہ ایک خاص وقت پر دفتر جانا، وہاں کی ذمہ داریاں نبھانا ہوتا ہے اور کاروبار کرنے کی صورت میں اس کے تقاضوں اور زندگی کی روٹین میں تبدیلیوں کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔

یونہی شادی کے بعد میاں بیوی میں سے ہر ایک پر دوسرے کی ذمہ داریوں کا اور بچوں کی پیدائش کے بعد والدین پر ان کی تعلیم و تربیت کا بوجھ آتا ہے، یہ سب انسانی زندگی میں ایسی تبدیلیاں ہیں جنہیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے، چاہے انسان اس کے لیے تیار ہو یا نہ ہو۔ ان میں سے کوئی بھی تبدیلی ایسی نہیں ہوتی جس سے آدمی پہلے سے مکمل طور پر مانوس ہو، لیکن رفتہ رفتہ یہ نئی تبدیلیاں زندگی کا معمول بن جاتی ہیں، اور انسان ان تبدیلیوں میں ایک نئی زندگی، نیا سکون محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی طرف سفر بھی ایک مثبت تبدیلی ہے،جس کے فوائد انسان کو دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں۔

اصل دیکھنا یہ ہے کہ تبدیلیوں کا نتیجہ کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عقل و شعور استعمال کرنے اور مستقبل کے فوائد کو دوراندیشی سے سمجھ

لینے کے بعد اختیار کی جانے والی تبدیلیاں ہی انسان کو ایک بہتر، بامقصد زندگی کی طرف لے جاتی ہیں اور اُن تبدیلیوں کے پیچھے انسان کی ترقی، بہتری اور کامیابی چھپی ہوتی ہے۔ اسی اصول کے پیش نظر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی جو تبدیلی آتی ہے، اس کے پیچھے ایک انسان کی دین و دنیا کی اصل کامیابی، اپنے خالق و مالک کا قرب اور اس میں ایک روحانی و قلبی سکون پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ تبدیلیاں عام انسان کو ایک بہترین اور بامقصد انسان بناتی ہیں۔ عقلمند لوگ تبدیلیوں کو اپنی کامیابی میں رکاوٹ نہیں بننے دیتے، کیونکہ اُنہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبدیلیاں تو چند دنوں کے بعد ان کی عادات میں شامل ہو جائیں گی، لیکن یہی تبدیلیاں ان کی شخصیت کو نکھارنے والی ہوں گی اور وہ مستقبل میں ایک کامیاب انسان بن کر معاشرے کے سامنے ابھرے گا۔

دنیاوی چیزوں میں تو کئی دفعہ انسان کی فطرت سے ہٹ کر تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں، مگر اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کی اصل فطرت کے مطابق ہے۔ اسلام کوئی ایسی چیز نہیں سکھاتا جو انسانی فطرت کے خلاف ہو، بلکہ وہی تعلیم دیتا ہے جو انسان کے اندر پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو وہ درحقیقت اپنی فطرت کی طرف رجوع کر لیتا ہے یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو جس فطری راستے پر پیدا کیا ہے، اسلام اسی راستے کی یاد دہانی کرواتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًاؕ-فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَاؕ-لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِؕ-ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ﳓ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ(30)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کے بنائے ہوئے میں تبدیلی نہ کرنا۔ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے۔" (پارہ 21، سورۃ روم، 30)

پھر اسلام قبول کرنے سے واقع ہونے والی تبدیلیوں پر غور کیا جائے، تو وہ کوئی ایسی تبدیلیاں نہیں کہ جو انسان کو دنیا سے کاٹ دیں یا اسے نقصان دیں بلکہ ان تبدیلیوں کا تعلق زندگی کے معمولات میں زیادہ بہتر طریقے کی طرف پھیرنا ہے۔ دراصل اسلام قبول کرنے کے بعد انسان کی زندگی میں جو اہم تبدیلی آتی ہے، وہ حلال و حرام کا صحیح شعور ہوتا ہے جو انسان کو ہر عمل سے پہلے اور ہر چیز کے استعمال سے پہلے یہ سوچنے پر آمادہ کرتا ہے کہ کیا یہ اللہ عزوجل کی طرف سے حلال کردہ ہے یا حرام؟ اسلام، انسان کو زندگی کی نعمتوں سے محروم نہیں کرتا، بلکہ ان کا درست، پاکیزہ اور نفع بخش استعمال سکھاتا ہے۔

قرآن میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ(172)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔" (پارہ 2، سورۃ البقرۃ، 172)

الغرض اس طرح کے بیسیوں مقامات ہیں جہاں رزقِ الٰہی سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ صرف یہ شرط لگائی ہے کہ حرام چیزیں نہ کھاؤ، حرام ذریعے سے حاصل کر کے نہ کھاؤ، کھا کر غافل نہ ہو جاؤ، یہ چیزیں تمہیں اطاعتِ الٰہی سے دور نہ کر دیں، کھا پی کر اللہ کا شکر ادا کرو، کیونکہ تقویٰ یہ نہیں کہ انسان حلال چیز چھوڑ کر اپنی زندگی کو خود پر تنگ کر لے، بلکہ اصل تقویٰ یہ ہے کہ انسان حرام

چیزوں سے بچے۔

پھر جن چیزوں کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے، ان میں بھی کوئی بلاوجہ سختی یا بے جا پابندی نہیں، بلکہ ان میں انسانی فطرت، صحت، عقل، اخلاق، اور معاشرے کی بھلائی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جیسے شراب، سود، چوری، جھوٹ اور زنا جیسے برے اعمال کو حرام کیا گیا ہے کہ یہ انسان کی شخصیت، عقل، اخلاق اور روحانیت کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں۔ تو یہ تبدیلیاں ہرگز بوجھ نہیں، بلکہ یہ وہ روشنی ہے جو انسان کو دنیا میں عزت، اور آخرت میں نجات کی طرف لے جاتی ہے۔

آخر میں یہ بات بہت اہم ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اُسے موت آنی ہے اور دنیا کی زندگی صرف چند دنوں کی ہے اور مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قیامت قائم ہونی ہے۔ اہل ایمان اور نیک اعمال کرنے والوں کیلیئے آخرت میں ان کے رب کی طرف سے بڑے انعامات کی خوشخبری ہے اور ان کیلیئے ان کے رب کی طرف سے ہمیشہ کی جنت اور اس کی نعمتیں تیار کی گئی ہیں اور جنت کی نعمتوں کا دنیا کی نعمتوں سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ جنت کی نعمتیں وہ ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی کس کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ خدائے تعالی کے فرمان کے مطابق ان نعمتوں سے وہی لطف اندازہوں گے جنھوں نے اسلام قبول کر کے اس کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کیا ہوگا، جبکہ کفار کا معاملہ نہایت سخت ہوگا۔ لہٰذا عقل انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ جب دنیا کے کسی انعام، کسی ترقی، کسی کامیابی کے لیے لوگ بڑی سے بڑی مشقت اٹھانے میں پرواہ نہیں کرتے، تو پھر اصل کامیابی جو کہ آخرت ہی کی کامیابی ہے، اگر اُسے حاصل کرنے کیلیئے تھوڑی بہت زندگی میں تبدیلی کرنی پڑے، اپنی پرانی غلط عادات اور روش کو تبدیل کر کے اسے خالق و مالک کے بتائے گئے طریقے کے مطابق کرنا پڑے، تو اتنی بڑی کامیابی کے مقابلے میں یہ نہایت معمولی ہیں، ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

قرآن میں رب عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ-نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (58) الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (59)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "اور بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ضرور ہم انہیں جنت کے بالاخانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے، عمل کرنے والوں کیلیئے کیا ہی اچھا اجر ہے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔" (پارہ 21، سورۃ العنکبوت: 59،58)

اہل ایمان پر آخرت میں ہونے والی نعمتوں اور کفار پر ہونے والے عذاب الٰہی کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ-جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (17) اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًاؕ-لَا یَسْتَوٗنَ (18) اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى٘-نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (19) وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُؕ-كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (20)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "تو کسی جان کو معلوم نہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا رکھی ہے۔ تو کیا جو

ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے ؟ یہ برابر نہیں ہیں ۔ بہر حال جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں مہمانی کے طور پر رہنے کے باغات ہیں ۔ اور وہ جو نافرمان ہوئے تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے ، جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا : اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے ۔ “(پارہ 21، سورۃ السجدۃ، 17-20)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء : 26 ربیع الآخر 1448ھ/09 اکتوبر 2026ء